مغربی تہذیب کا بحران

جناب ریاض الحسن نوری ایم۔اے

(۲)

......سب سے تشویشناک حالت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ۱۹۰۰ء کے بعد سے نابالغوں میں جرائم تیزی سے بڑھ رہے ہیں...... یہ حالت صرف امریکہ ہی میں نہیں پائی جاتی، اس لیے خاص امریکہ کے حالات پر اس کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی۔ ۱۹۳۵ء کے ایام میں روس میں بھی یہ وبا ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اور یہ مسئلہ کٹھن صورت اختیار کر گیا تھا۔ چند سال پہلے اس نے ایسی تشویشناک صورت اختیار کر لی کہ حکومت نے ۱۲ سالہ مجرموں کو بھی موت کی سزا دینی شروع کر دی۔ ہمارے خیال میں کوئی حکومت بھی ایسی ظالمانہ سزا اس وقت تک نہیں مقرر کر سکتی جب تک کہ وہ سخت حالات سے دوچار نہ ہو جائے [1]

ایک اور چیز جس سے مغرب کی حد درجہ غم زدہ زندگی کا پتہ چلتا ہے وہ منشیات کے استعمال کی کثرت ہے۔ جس کا استعمال غم غلط کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ منشیات کے علاوہ مغرب میں غم غلط کرنے کے لئے ہزاروں ٹن مسکن ادویات (Tranqualizer) بھی استعمال کئے جاتے ہیں امریکہ میں ۱۹۶۲ء میں ۲۵۰ ملین ڈالر یعنی ڈھائی عرب روپے کی مسکن ادویہ استعمال ہوئیں۔ انگلینڈ میں بھی انکا استعمال بڑھتا جا رہا ہے [2]

---

(1) PP, 416,38 ibid

(2) P. 149. Drugs Doctors and disease

Walter C. Reckless ماہرین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ واشنگٹن کے ایک فوٹو گرافر کی بیوی ہر ماہ ۵۰ ڈالر یعنی ۵۰۰ روپے مسکن ادویات پر خرچ کرتی ہے۔ دوائیوں کی کمپنی کو مسکن ادویات سے پچھلے سال ٹیکس ادا کرنے کے بعد آمدنی (net income) ۳۴۳ ملین ڈالر (یعنی تین ارب ۴۳ کروڑ روپے) ہوئی۔

مسکن ادویات کی فروخت کو ترقی دینے کی خاطر امریکہ کی ایک کمپنی نے محض پروپیگنڈا کی ڈاک کے لئے ایک موقع پر یکبارگی ایک لاکھ ڈالر یعنی دس لاکھ روپے خرچ کئے۔ [1]

امریکہ میں جمہوریت آزادی اور مساوات کے ڈنکے بجتے ہیں۔ مگر حکومت عوام کے ساتھ یہ سب زیادتیاں اور ظلم محض اس خاطر برداشت کرتی ہے۔ کہ حکومت کو بھی بذریعہ ٹیکس بھاری آمدنی ہو جاتی ہے۔ یہی ٹیکس کا تاریک ترین پہلو ہے۔ حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مغرب کی جمہوریتوں کو بھی عوام کی بہبود سے حقیقی دلچسپی نہیں۔ اگرچہ منافقت اور دکھاوے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جاتا ہے۔ ایک تو مغرب کے لوگ دکھ بھری زندگیاں گزارنے کی وجہ سے پہلے مسکن ادویات کے محتاج ہیں مگر ڈرگ کمپنیاں اور حکومت اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے عوام کو اس سے کہیں زیادہ مقدار میں مسکنات کھلاتے ہیں جتنی کہ ان کو حقیقی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر اس کثرت استعمال کی وجہ سے ان کے اعصاب کا اور ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک شیطانی چکر (viscions circle) چلا دیا گیا ہے۔ حکومت کا تو حال ہی یہ ہے کہ

ع مرتے کو مارے شاہ مدار

---

(1) PP. 369, 371. The Crime Problem, by Walter. C. Reckless.

Michigan یونیورسٹی کے Paul H. Horton اور فلوریڈا یونیورسٹی کے Geral K. Leslie لکھتے ہیں۔ دس سال پہلے امریکہ کے تمام ہسپتالوں میں جتنے بستر تھے ان پر تقریباً نصف تعداد دماغی مریضوں کی ہوتی تھی۔ مگر اب دماغی مریضوں کی تعداد ہسپتالوں میں داخل مریضوں میں کل کا ۳۰ فیصد یعنی ایک تہائی سے زیادہ ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ ہسپتال میں داخلہ لینے والے دماغی مریضوں کی تعداد جتنی گھٹی ہے، ہسپتال میں باہر سے آکر علاج کرانے والے دماغی مریضوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ مثلاً جہاں پہلے باہر کے دماغی مریض Ont patients ڈیڑھ ملین تھے تو اب تین ملین ہو گئے ہیں[1]۔ پس ثابت ہوا کہ آج کل امریکہ میں دماغی مریضوں کی تعداد دیگر تمام بیماریوں کے مریضوں سے کہیں زیادہ ہے۔ شماریات سے پتہ چلتا ہے کہ انگلینڈ کا حال بھی ایسا ہی ہے۔

جرائم سے بھی کسی سوسائٹی کی خوشی یا غمی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ سوشلسٹ فن لینڈ میں تمام دنیا سے زیادہ قتل ہوتے ہیں۔ World Almanac سے آپ کو پتہ چلے گا کہ امریکہ میں ہر سال ۲۰ ہزار سے زیادہ قتل ہوتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں زنا بالجبر کے ۵۱۰۰۰ واقعات ہوئے۔ یعنی روزانہ ۱۴۰ خواتین کی بالجبر عصمت دری کی گئی۔ یہ ۱۹۷۳ء کے شماریات ہیں۔ اب تو اور بھی تعداد بڑھ چکی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اصل تعداد اس سے دوگنی یعنی ۳۰۰ روزانہ ہے۔ کیونکہ بہت سی خواتین بدنامی وغیرہ کے خوف سے رپورٹ نہیں کرتیں۔ ہر سال ۴ لاکھ ڈاکے اور ۲۵ لاکھ مکانوں میں چوریاں ہوتی ہیں۔ ۴ لاکھ سے زیادہ اشخاص پر راہ چلتے حملے ہوتے ہیں۔ ہر سال ۹ لاکھ سے زیادہ کاریں چوری ہوتی ہیں۔ یعنی ڈھائی ہزار کاریں روزانہ چوری ہوتی ہیں۔ یہ سب جرائم بھی ہوتے ہیں، مگر وہاں کی حکومت عوام سے دبا کر ٹیکس وصول کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ٹیکس دینے والے بھی ٹیکس کے معاملے میں خوب فراڈ کرتے ہیں۔ World Almanac کے مطابق ہر سال ۲۵ ہزار افراد خودکشی کرتے ہیں۔ ہر منٹ کوئی نہ کوئی خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی کامیاب اور کبھی ناکام۔ تفکرات اور غموں کی وجہ سے ہر سال تقریباً گیارہ لاکھ آدمی امراض قلب وغیرہ کا شکار ہو کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں۔ اس

---

(1) P. 528 The Sociology of Social Problems

کے مقابلہ میں پاکستان میں بمشکل ۲۰۰ سالانہ افراد خودکشی کی موت مرتے ہیں۔ امریکی صنعت کو الکوہل ازم یعنی شرابیوں کی وجہ سے ہر سال چار ارب سے سات ارب ڈالر (یعنی چالیس ارب سے ستر ارب روپے) کا خسارہ ہوتا ہے۔[1]

شاپ لفٹنگ امریکہ میں سپر مارکیٹ یعنی بڑی بڑی دوکانوں پہ طرح طرح کے آلات لگے رہتے ہیں مبادا کہ گاہک دوکانوں سے چوری نہ کریں۔ مگر اس کے باوجود گاہک دوکانوں پر سے اندھا دھند چوریاں کرتے ہیں W.C. Reckless کے الفاظ یہ ہیں۔

...... the customers have been stealing supermarkets blind

ماہرین کے مطابق ہر سال اس طرح دوکانوں سے ۲۵۰ ملین ڈالر (یعنی ڈھائی ارب روپے) کا مال چوری کر لیا جاتا ہے۔[2]

ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک مضمون چھپا تھا۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ جتنا مال دوکانداروں سے گاہک چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ یعنی ڈھائی ارب روپے، اتنا ہی دوکانوں کے بے ایمان ملازم مالکان کی دولت سے خرد برد کر لیتے ہیں۔ یعنی پانچ ارب روپے صرف ان دو طریقوں سے چوری جاتا ہے۔ مگر دوکاندار بھی کیا کرتے ہیں۔ وہ اس سب نقصان کا حساب لگا کر اپنی مال کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔ اگرچہ بعض دوکانداروں کو بھی دیوالیہ بننا پڑتا ہے۔ مگر اکثر یہ سب نقصان عام گاہکوں سے پورا کر لیا جاتا ہے۔ جس میں غیر ملکی گاہک بھی ہوتے ہیں۔ جن کو یہ مال ایکسپورٹ کیا جاتا ہے۔

قمار بازی جیسا کہ ہم اپنے ایک سابقہ مضمون میں بیان کر چکے ہیں کہ قرآن نے شراب و قمار کو ایک ہی آیت میں بیان کیا ہے۔ جس طرح بعض لوگ شراب کے ایسے عادی بن جاتے ہیں کہ چھوڑ نہیں سکتے اسی طرح کچھ لوگ قمار بازی کے بھی ایسے ہی عادی بن جاتے ہیں۔ شراب چھڑانے کے لئے جیسے مغربی دنیا میں Alcoholis Anonymus کی قسم کی انجمنیں بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح جوا چھڑانے کے لئے بھی Gambler's Anonymus کی انجمنیں بھی ۱۹۵۷ء سے بنائی ———

---

(1) P. 31 AWAKE dated 22 Nov. 1968.

(2) P. 165 The Crime Problem by Walter W. Reckless.

گئی ہیں [1] قمار بازی حکومت کی اجازت سے بھی ہوتی ہے۔ اور حکومت کو اس طریقے سے بھاری آمدنی ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت قمار بازی پر ٹیکس حاصل کرنے کے شوق میں اس پر قدغن نہیں لگاتی۔ یہاں بھی وہی پادریوں کا پرانا اصول کام کرتا ہے کہ ہمیں ٹیکس دیتے رہو تو پھر جرم ہو کہ گناہ۔ تم کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ لیکن جہاں حکومت کی اجازت سے قمار بازی ہوتی ہے۔ وہاں حکومت کی اجازت کے بغیر چوری چھپے بھی قمار بازی ہوتی ہے۔ امریکہ وغیرہ میں تو مجرموں کی بڑی بڑی ایجنسیاں قائم ہیں جو مال و دولت میں چوٹی کے سرمایہ داروں سے کسی طرح کم نہیں۔ ان کی زیادہ تر آمدنی کا ذریعہ یہی قمار بازی ہے۔

پال ہارٹن اور جیرالڈ آر۔ لیس لائی لکھتے ہیں کہ نیویارک سٹی میں خلاف قانون قمار باز[2]، ۱.۰ بلین ڈالر (یعنی ۱۰ بلین روپے) کی ہوتی ہے۔ امریکن پریذیڈنٹ کی کمیشن کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ امریکہ میں ۱۹۶۰ء میں کل قمار بازی ۵۰ بلین ڈالر (۵۰۰ بلین روپے) کی ہوئی، جو خلاف قانون طریقوں سے ہوئی اور ۵ بلین ڈالر کی قمار بازی قانونی حدود کے اندر ہوئی۔ پھر مصنفین لکھتے ہیں۔

> کوئی بیس سال ہوئے ایک محقق نے اندازہ لگایا تھا کہ جوئے سے جو آمدنی ہوتی ہے امریکہ کی چوٹی کی ایک سو بڑی بڑی کمپنیوں کے مجموعی منافع سے زیادہ ہوتی ہے۔ جن میں ایسے بڑے بڑے کاروباری دیو بھی شامل ہیں۔ جیسے جنرل موٹرز، جنرل الیکٹرک اور یونائیٹڈ سٹیٹس سٹیل کارپوریشن۔ یہ صرف جوئے کی کچھ اقتصادی تباہ کاریاں ہیں۔ جو انسانوں کی ذاتوں کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ کہ ان کی زندگیاں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور سوسائٹی کو سوشل اخلاقی گھن جو لگتا ہے۔ وہ نقصانات اس اقتصادی نقصان سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ان کا کہنا یہ

1- P. 549 The Sociology of Social Problems by Paul B. Horton and Gerald R. Leslie

۲۔ یعنی اصل اور بڑے سرمایہ دار وہ مجرموں کے گروہ ہیں جو جوئے کے کاروبار کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور یہ گروہ امریکہ میں چھائے ہوئے ہیں۔ ان کا اثر و رسوخ اور سرمایہ کی وجہ سے نفوذ اتنا ہے کہ منظم پیمانے پر قتل و لوٹ مار کرتے ہیں۔ مگر پولیس اور عدالتیں ان کا بال بیکا نہیں کر سکتیں۔

ہے۔ کہ یہ بھاری آمدنی جو سالانہ دس بلین ڈالر (سو بلین روپے) کے برابر ہوتی ہے۔ کیا منظم مجرموں کے خزانوں میں اس کا ریلا جاری رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس دولت کے ذریعے سرکاری افسروں اور پولیس کے عہدہ داروں کو رشوت کی عادت ڈال کر ان کو گھن لگاتے رہیں۔

...... وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر قمار بازی پر سے بالکل پابندی ہٹالی جائے تو اس سے رشوت ستانی نہ صرف یہ کہ کم نہ ہوگی بلکہ اور بڑھ جائے گی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قمار بازی بطور بالواسطہ ٹیکس [1] کے مثالی ترقی معکوس ہے۔ جس کا اثر غریبوں پہ اس سے کہیں زیادہ شدید ہوتا ہے جتنا کہ دولت مندوں پہ ہوتا ہے۔

قمار بازی کو سرکاری خزانے کے لئے آمدنی کا ذریعہ بنانے اور اس کو بڑھانے کی نئی سوچ نے قمار بازی کی مخالف طاقتوں کو کند کر دیا ہے۔ غور تو کرو کہ یہ قمار بازی ان ساٹھ لاکھ انسانوں کی زندگیوں کو کیسے تباہ کرتی ہے۔ جو قمار بازی کی لت سے اتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ جوا کھیلنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ...... لمبے عرصے میں یہی ہوتا ہے کہ جواری ہارتا ہے اور نقصان ہی اٹھاتا ہے ...... یہ بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ جن لوگوں کو عام حالات سے زیادہ قنوطیت اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ قمار بازی کو بطور فرار کے اختیار کرنے میں دوسروں سے زیادہ آسانی سے مبتلا ہو جاتے ہیں ..... جو لوگ قمار بازی کو سرکاری آمدنی کے ذرائع کے طور پہ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کو جان لینا چاہیے کہ جو لوگ عادت سے مجبور ہو کر جوا کھیلتے ہیں۔ وہ اور ان کے خاندان اس آمدنی کی خفیہ طور پر بھینٹ چڑھنے

۱۔ اس سارے اقتصادی نقصان کا تمام خمیازہ بہر حال عوام ہی کو بھگتنا پڑتا ہے اور یہ ساری رقم عوام ہی کی جیبوں سے جاتی ہے اور ان کا اقتصادی، اخلاقی، نفسیاتی اور روحانی جو نقصان ہوتا ہے اس کو سوچ کر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مجرموں کے منظم گروہ اس دولت سے کوکین، ہیروئن، چرس وغیرہ امپورٹ کر کے، اسکولوں کے معصوم بچوں سے لے کر دفتروں کے ملازموں تک کو ان تباہ کن منشیات کا عادی بنا کر ان کو طرح طرح سے جرم کرنے نشے کی لت پوری کرنے کیلئے دولت پہ مجبور کرتے ہیں یا وہ خود مجبور ہو کر ایسا کرتے ہیں۔

مزید یہی مصنفین لکھتے ہیں ؛

یعنی اصل کی نسبت لوگوں کا دھیان اس طرف کم ہو جاتا ہے۔ مگر قمار بازی خاصے چلنے پر ریفل اور بنگو کے کھیلوں کے ذریعے جاری رہتی ہے۔ جیسے چرچ سرکاری ادارے اور فلاحی ادارے بطور اپنی آمدنی کے عوام میں رائج کرتے ہیں۔

گذشتہ حکومت نے کراچی میں کلفٹن کے قریب ایک بڑا کسینو تیار کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس کی بلڈنگ اب خالی پڑی ہے۔ اور کراچی میں امپریس مارکیٹ کے باہر لاوڈ اسپیکر پر ریفل سے متعلق اعلانات ہوتے رہتے ہیں۔ پھر انعامی بانڈ بھی حکومت کی سرپرستی جاری ہیں جو قمار بازی اور سود کا مرکب ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جو مسلمان قوم دنیا میں دوسروں کی اصلاح کے لئے معرض وجود میں آئی تھی، وہ خود دوسروں کی نقالی میں مبتلا ہو گئی ہے۔

زندہ باد اے مرگ عیسےٰ آپ ہی بیمار ہے۔

منشیات اور قمار بازی کی مماثلت قرآن نے ۱۴۰۰ سال پہلے بیان کر دی تھی۔

اِنَّمَا یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللّٰہ۔

ہم موضوع پر ..... الگ لکھ چکے ہیں۔ اس لئے تکرار کی حاجت نہیں۔

اگر مسلمان یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے منشیات، قمار بازی اور سود کو حرام کر کے مسلمانوں بلکہ انسانوں پر جو عظیم احسان کیا ہے تو اندازہ ہوگا کہ یہی ایک احسان اتنا بڑا ہے کہ کوئی انسان ساری عمر عبادت کر کے صرف اس ایک احسان اور نعمت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ ان تینوں چیزوں سے یورپ کی سوسائٹی جس عظیم عذاب میں مبتلا ہے۔ اور ان کی جڑیں کہاں کہاں پہنچ کر کس طرح تباہی مچا رہی ہیں اس پر تحقیق ہونی چاہیے۔ یورپ میں جو ان پر کام ہوا ہے اس کو پڑھ لینے ہی سے واضح تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ کہ انسان کے منہ سے بے اختیار اللہ اکبر نکل جاتا ہے۔

مگر افسوس کہ مسلمان خود اسلام کی خوبیوں سے بے خبر یورپ کی نقالی کر رہے ہیں

---

(1). PP 546—550 The Sociology of Social Problems